احرار کانفرنس کادیان ۱۹۳۴ء

AHMADIYYA MOVEMENT
BRITISH - JEWISH CONNECTIONS

جناب بشیر احمد کی کتاب "احمدیہ مومنٹ، انگریز ، یہودی تعلقات" کا ترجمہ

اپنے عصائے حکمرانی کے بل بوتے پر، میرزا محمود قادیان شہر کا ایک مطلق العنان اور خود مختار فرماں روا تھا۔ قادیان اس کی ذاتی ریاست تھی۔ کون ایسا مائی کا لال تھا جو میرزا محمود (پاپائے قادیان) کی اس مطلق العنانیت کو للکارنے کی جرأت کر سکتا۔ پاپائے قادیان کی پرائیویٹ زندگی پر جن سادہ لوح قادیانیوں نے لب کشائی کی جرأت کر ڈالی تو ان پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے گئے۔ مذکورہ جور و ستم کے جرائم کا ارتکاب میرزا محمود (پاپائے قادیان) کی حکومت خود کرتی تھی۔ قادیان شہر کی یہ متوازی حکومت برٹش سرکار کا عکس تھی جو "ریاست در ریاست" کے نام سے زبان زد عوام تھی۔ حکومت کے جملہ بنیادی عناصر میں رہ کر قادیانی جماعت کی تنظیم کے افراد مزے لوٹتے تھے۔ جماعتی امور کو چلانے کے لئے پاپائے قادیان کی ملوکیت جو اپنے آپ کو خلیفہ کہلاتا تھا کے تحت ایک بے دست و پا قسم کی انجمن قائم تھی۔ (صدر انجمن احمدیہ قادیان) یہ انجمن جماعت کے انتظامی، تعلیمی اور دیگر امور کی نگرانی پر مامور تھی۔

قادیان میں آنے والے مہمانوں کو آرام پہنچانے اور انہیں سہولیات مہیّا کرنے کے ساتھ ساتھ قادیانی برادری کو مذہبی اور لادینی مدارس کو برقرار رکھنا اس انجمن کے فرائض میں شامل تھا۔

انتظامی لحاظ سے (قادیانی) جماعت کے جملہ امور ان سیکرٹری حضرات کے ذمے لگا دیئے گئے تھے جن کو مرزا محمود پاپائے قادیان کی ہدایات کے مطابق مقرر کیا جاتا۔ مذکورہ سیکرٹری حضرات کے ڈھانچے کی تشکیل کچھ یوں تھی۔

۱۔ چیف سیکرٹری:۔ مختلف سیکرٹری حضرات کی نگرانی پر مامور یہ صاحب سیکرٹری حضرات کی کابینہ کے اجلاس کی صدارت بھی کرتے تھے۔

۲۔ سیکرٹری آف مشن:۔ متحدہ ہندوستان اور غیر ممالک میں قادیانی تحریک کی جملہ مشنریوں کے نگران اور ناظم کے عہدے پر مقرر تھے۔

۳۔ سیکرٹری آف ایجوکیشن:۔ قادیانی جماعت کے قائم کردہ تعلیمی اداروں کے معاملات سے سروکار رکھتے۔

۴۔ ہوم سیکرٹری:۔ معاشرتی، اقتصادی، عدلیہ اور ان سے متعلقہ دیگر شعبوں کے انچارج کہلاتے۔

۵۔ سیکرٹری امور خارجہ:۔ ہندوستان کی حکومت اور دیگر ادیان و مذاہب کے ساتھ روابط قائم رکھنے اور ان روابط کو بڑھانے کا فریضہ ان کے ذمے تھا۔

۶۔ سیکرٹری آف لٹریری ڈیپارٹمنٹ:۔ تحقیقی کام۔ موزوں لٹریچر کا انتخاب اور قادیان کی مرکزی لائبریری کو سنبھالنے کی ڈیوٹی پر مامور تھے۔

۷۔ سیکرٹری آف کامرس:۔ بین الاقوامی صنعتی اور تجارتی امور کے شعبے کے انچارج تھے۔

۸۔ فنانس سیکرٹری:۔ قادیانی جماعت کے شعبہ مالیات اور ذرائع آمدن کے نگران تھے۔

خلیفہ جی (پاپائے قادیان) کے پرائیوٹ سیکرٹری اور ایک اکاؤنٹنٹ کے علاوہ محاسب مالیات اس پر مستزاد تھے (کتاب امن اور آشتی کا راستہ شائع کردہ انجمن احمدیہ (قادیانیہ) حیدر آباد دکن صفحہ ۲۸۳) قادیان کا مالیاتی نظام اور اس کو مستحکم کرنے کے طور و اطوار کا نقشہ حسب ذیل تھا۔

۱۔ عام چندہ:۔ جملہ برسر روزگار قادیانیوں کی آمدن کا ۱/۱۶ حصہ قادیانی تنظیم عام چندے کے عنوان سے حاصل کر لیتی۔

۲۔ خاص چندہ:۔ کسی بھی قادیانی کو بہشتی مقبرے میں قبر حاصل کرنے کے لئے اس کی مجموعی آمدن کا ۱/۱۰ حصہ قادیانی جماعت کو ادا کیا جاتا۔

۳۔ زکوٰۃ کا چندہ

۴۔ فطرانہ، عید فنڈ، شادی فنڈ، یتیموں اور بیواؤں کے لئے امدادی فنڈ، قادیانی عبادت گاہوں کے لئے وسیع و عریض خطے خرید کرنے کا فنڈ اور دیگر فنڈز اس پر مستزاد تھے (کتاب نظام بیت المال قادیان از فرزند علی قادیانی ناظم بیت المال ص ۲۴ تا ۲۷) مذکورہ ساری رقوم میرزا محمود (پاپائے قادیان) کے کنٹرول میں رہتیں۔ موصوف دیگر غیر معلوم ذرائع سے بھی رقوم حاصل کر لیتے جو پاپائے قادیان کے ذاتی اکاؤنٹ اور آپ کے خاندان کے افراد کے نام پر انڈیا بینک میں جمع کر دی جاتیں۔

اس سے قبل یہ بیان آچکا ہے کہ متحدہ ہندوستان کی سیاست میں قادیانیت تیسویں حصے تک ترقی پذیر ہو جانے میں ملوث تھی۔ مثلاً کشمیر مسلم لیگ، راؤنڈ ٹیبل کانفرنس اور سائمن کمیشن وغیرہ وغیرہ۔ سر فضل حسین کی بھاگ دوڑ سے چودھری ظفر اللہ خان قادیانی وائسرائے ہند کی انتظامیہ کونسل کے رکن قرار پائے (کتاب یاران کہن از مولانا عبدالمجید سالک مرحوم ص ۸۲ نیز ملاحظہ ہو کتاب مارشل لاء سے مارشل لاء تک، از نور احمد ص ۱۶۵) مجلس احرار اسلام اور پنجاب کے ایک مقبول عام اخبار، روزنامہ[1]، زمیندار، لاہور کی طرف سے ایک تند و تیز مہم چلانے کے باوجود انگریز سامراج کے معاونین اور پنجاب کے ٹوڈی عناصر نے بھی سیاسی طاقت کی نشوونما حاصل کر لی۔ گورے استعمار کے پروردہ ان ٹوڈیوں کے خلاف ایک زبردست احتجاجی مہم

(۱) جناب عنایت اللہ نسیم سوہدروی کی کتاب "ظفر علی خان اور ان کا عہد" ص ۳۲۴، کتاب "پنجاب کی سیاسی تحریکیں کے الفاظ ہیں کہ مولانا ظفر علی خاں علیہ الرحمتہ نے شاہ جارج پنجم کے نام اپنے ایک خط (مطابق ۲۴ نومبر ۱۹۳۴ء) میں امت مسلمہ کی مذکورہ احتجاجی تحریک کی تائید کرتے ہوئے جارج پنجم سے مطالبہ کیا تھا کہ سر ظفر اللہ قادیانی کو وائسرائے کی انتظامی کونسل سے نکال دیا جائے۔

پوزیشن ایک "گالی" بن کر رہ گئی۔ ثالثاً قادیان شہر میں آپ کی یاترا کا مسئلہ ہے۔ کوئی بھی انسان مذہبی اطاعت میں اگر حدود سے تجاوز کر جائے تو یہ حرکت خود اس کے مذہبی وقار کے منافی سمجھی جاتی ہے (بہ حوالہ سر فضل حسین کے خطوط ص ۳۸۰)

پنجاب کے ایک سابق (انگریز) کمشنر مسٹر او برین کا قادیانیوں کے بارے میں نظریہ

قادیان شہر میں احمدیہ (قادیانیہ) تنظیم سازی کے بعد، کئی ایک انگریز افسروں کو یہ رہنمائی کر دی تھی کہ قادیانی کافی مقدار میں اکثریت حاصل کر لینے کے بعد، برطانوی تعاون کے بل بوتے پر، اپنی حکومت قائم کر لیں گے۔ پنجاب کے ایک سابق کمشنر مسٹر او برین نے اپنی اس رائے کا کھلم کھلا اظہار کر دیا تھا کہ قادیانی جماعت کے سیاسی نقشے اور خاکے اس امر کی غمازی کرتے ہیں کہ میرزا محمود قادیان شہر پر اپنی (قادیانی) حکومت قائم کر لیں گے (کتاب تاریخ احمدیت جلد ہفتم ص ۴۱۴) میرزا محمود نے خود انکشاف کیا تھا کہ گورنر پنجاب SIR-M-W-HAILEY، (۱۹۲۴ - ۲۸) نے اس بیان پر مشتمل ایک رپورٹ حاصل کر لی تھی کہ قادیانی حضرات اپنی (قادیانی) حکومت قائم کر لینے کا عزم کئے ہوئے ہیں۔ قادیان کے پوپ پال نے یہ بھی انکشاف کیا کہ اس (خفیہ) رپورٹ کی مزید تحقیقات کے لئے گورنر پنجاب نے بہ نفس نفیس گورداس پور کا دو یا تین بار دورہ کیا (کتاب ایضاً) گورنر پنجاب سے لیکر وائسرائے ہند تک کے اونچے درجے کے انگریز ۱۹۳۲ میں مسٹر او برین کی مذکورہ تھیوری کے قائل تھے (کتاب ایضاً) قادیان کا یہ ننھا منا بچہ عالم شباب میں قدم رکھتے ہی سرکشی اور نافرمانی کی چراگاہ کی طرف نکل کھڑا ہوا تھا۔

مجلس احرار اسلام نے اپنے کارکن روانہ کر دیئے

سب سے پہلے مجلس احرار اسلام نے قادیان کی پاپائی حکومت میں اپنے دو کارکنوں کو روانہ کیا۔ قادیانی غنڈے ان پر حملہ آور ہوئے اور ان کے ساتھ بدسلوکی کی۔ قادیانیت کی اس غنڈہ گردی کے خلاف احرار نے احتجاج کیا۔ مولانا عنایت اللہ چشتی علیہ الرحمہ کو بہ حیثیت ایک ہمہ وقتی کارکن کے قادیان شہر میں تعینات کر دیا گیا۔ ۱۹۳۴ء کے اوائل میں مجلس احرار اسلام نے قادیان میں اپنا ذاتی دفتر قائم کر لیا تھا۔

تو قادیانی پریس کی طرف سے احرار قیادت پر تابڑ توڑ حملوں کا آغاز ہو چکا تھا۔ (برطانوی حکومت کی طرف سے) لاہور کے دو مسلمان اخبارات روزنامہ "احسان" اور "روزنامہ زمیندار" میں مطبوعہ اینٹی قادیانی مضامین پر قدغن عائد کر دی گئی تھی۔ مجلس احرار اسلام نے سب سے پہلے (۲۱ تا ۲۴ اکتوبر ۱۹۳۴ء) کو قادیان شہر میں احرار کانفرنس کے انعقاد کا فیصلہ کر لیا۔ مذکورہ کانفرنس کے لئے قادیان کے ایک شہری ایشر سنگھ سے ان

چلانے کا یہ مستحسن اقدام بھی مجلس احرار کے نامۂ اعمال میں درج ہے۔ جب سر فضل حسین نے قادیانیوں کے ساتھ تعاون کیا۔ اور اپنی پوری ہمدردیاں قادیانیت کے پلڑے میں ڈال دیں تو قادیانیوں کو نشانہ بنا کر، احرار رہنماؤں نے خود سر فضل حسین اور اُن کی جماعت یونینسٹ پارٹی کے خلاف ایک بالواسطہ احتجاجی مہم کا آغاز کر دیا۔ احراریوں کا یہ پختہ یقین تھا کہ قادیانی گورے سامراج کے کھلے معاون ہیں۔ اور امت مسلمہ کی صفوں میں پوشیدہ طور پر ففتھ کالسٹ یا گھس بیٹھئے کا کردار ادا کر رہے ہیں (کتاب: تاریخ احرار، از: چودھری افضل حق علیہ الرحمۃ ص ۱۸۰) قادیانی تنظیم کے سینکڑوں اخباری بیانات اور ان کی تحریری دستاویزات کے بعد اب یہ راز کوئی راز نہیں رہا تھا کہ قادیانیوں کے بارے میں مجلس احرار اسلام کا یقین درست تھا۔ لارڈ ولنگٹن کی خدمت میں قادیانی جماعت کی بائیس رکنی کمیٹی کا پیش کردہ وہ سپاس نامہ اس راز کی گرہ کشائی کی تازہ ترین مثال تھا جب لارڈ موصوف ہند میں وائسرائے کا عہدہ سنبھالنے کے لئے وارد ہوئے تھے مذکورہ بالا سپاس نامے میں قادیانیوں نے لارڈ موصوف کو یقین دلایا تھا کہ برطانوی مخالفین اور اس کے دشمنوں کی طرف سے غلط فہمیاں پیدا کر دینے کے باوجود قادیانی جماعت کے جملہ افراد برطانیہ بہادر کے ساتھ اپنی مکمل وفاداریوں کو پختہ رکھنے کی ضمانت دیتے ہیں (اخبار الفضل قادیان شمارہ ۲۸ مارچ ۱۹۳۴ء) سپاس نامے کے جواب میں اپنے گہرے اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے لارڈ ولنگن وائسرائے ہند نے اونچے اور وسیع پیمانے پر ان قادیانی وفاداریوں کی تعریف کی اور وعدہ کیا کہ موصوف ان قادیانی جذبات کو ملک معظم کی خدمت میں ضرور پہنچائیں گے۔ یہ امید بھی ظاہر کی کہ انگریزوں کے ساتھ قادیانیوں کی یہ وفاداریاں مستقبل میں بھی جاری رہیں گی (الفضل قادیان ۱۳ اپریل ۱۹۳۴ء) سر ظفر اللہ قادیانی نے سر فضل حسین کے نام ۲۴ ستمبر ۱۹۳۴ء لندن سے امت مسلمہ کے اس شدید احتجاج کے بارے میں کہ وائسرائے کی کونسل میں اس کی تقرری عمل میں کیوں لائی گئی، ایک خط لکھا۔ سر فضل حسین چودھری جی کے اس خط کے بارے میں اپنا جواب ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔

آپ نے بجا فرمایا۔ یوں بھی آپ یہاں بہت جلد پہنچنے والے ہیں۔ یہاں پہنچنے پر مذکورہ احتجاج کے بارے میں آپ بہت کچھ جان لیں گے۔ جس چیز کو آپ مذہبی اصولوں کا نام دیتے ہیں اس ایجی ٹیشن کی بنیادی وجہ وہی ہے۔ غیر احمدیوں (یعنی مسلمانوں) کے ساتھ اتحاد کرتے وقت آپ کا اصول ادھورا اور جزو وقتی رہ جاتا ہے۔ بلکہ غیر احمدی (مسلمانوں) کے ساتھ مخالفت مول لینے میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔ اصل حقیقت یہ ہے چاہے وقتی طور پر ہی سہی تاہم ۱۹۳۲ء میں اسے ہی (قادیانی) لوگوں کو اپنے مذہب کی تبلیغ پر مامور کیا گیا۔ ثانیاً یہ کہ دوسرے مسلمانوں کو احمدی (قادیانی) بنانے کی (قادیانی) تبلیغ نے اپنی پوزیشن کو خراب کیا۔ یہ میں نہیں کہتا بلکہ دوسرے مسلمان بھی یہی شکایت کرتے ہیں۔ قادیانی مبلغین نے دوسرے مسلمانوں کو قادیانی دھرم اختیار کرلینے کی جو (تبلیغی) پوزیشن ۱۹۳۲ء میں اختیار کی۔ اس سے قادیانی مبلغین کی

کی اراضی استعمال کرنے کی اجازت بھی حاصل کرلی تھی (بہ حوالہ وائی یتھو کی رپورٹ ص ۱۰۹ گورنمنٹ آف انڈیا ہوم ڈیپارٹمنٹ کا خط بہ نام HAILET-G-M) (سیکرٹری گورنمنٹ آف انڈیا دھلی خفیہ رپورٹ مطابق یکم نومبر ۱۹۳۴ء ص ۱)

قادیانیوں نے احرار کانفرنس کے خلاف غنڈہ گردی شروع کردی۔ اور احراریوں کو اس کانفرنس کے انعقاد سے روکا۔ قادیان شہر اور ایشر سنگھ کی طرف سے حاصل کردہ اراضی کے درمیان میں رکاوٹ پیدا کرنے کی خاطر ایک دیوار تعمیر کردی۔ متبادل جگہ میسّر نہ ہونے کی بنا پر مجلس احرار اسلام نے قادیان سے ایک میل دور راجادر نامی گاؤں کے ڈی اے وی ہائی اسکول میں کانفرنس کے انتظامات کرلیے۔ حکومت نے قادیانی جماعت کی آرزوؤں کے برعکس احراریوں کو کانفرنس کی اجازت دے دی۔ حکومت کو اندیشہ تھا کہ احرار کارکن اپنے مذہبی حقوق میں مداخلت کا (سرکار پر) مقدمہ نہ دائر کردیں (بہ الفاظ دیگر) مجلس احرار اسلام کو مطمئن کیے بغیر حکومت نے احرار کی مخالفت سے دست کشی اختیار کرلی۔ اس کے متبادل قادیان شہر میں امن وامان بحال رکھنے کی خاطر مضبوط اقدام کیے گئے۔ پنجاب کی بیوروکریسی نے سخت الفاظ میں اعلان کیا کہ قادیان کے ساتھ ملحقہ کسی بھی اراضی میں کوئی فوری کانفرنس نہیں ہونی چاہیے۔ قادیان شہر میں کسی قسم کا کوئی جلوس نکالنے اور مخالفانہ مطالبات کی قادیانیوں کو کوئی اجازت نہیں ہوگی۔ ہر دو جماعتوں کو مستحکم اور مضبوط حفاظتی اقدام سے آگاہ رہنا چاہیے۔ (رپورٹ ص ۱۰۹) (حکومت کی نظروں میں) احرار پہل کرنے والوں میں شمار تھے۔ اس کے برعکس قادیانیت کی پوزیشن مدافعانہ تھی۔ اور پنجاب سرکار درمیان میں معلق۔ (پاپائے قادیان) میرزا محمود اور اس کے حمایتیوں کے لیے یہ حالات انتہائی تکلیف دہ تھے کیونکہ انگریز کے ان وفاداروں کا جنگجو اور انگریز دشمن احراریوں کے ساتھ مقابلہ (کرنے کے سنگین حالات پیدا ہوچکے تھے) قادیان کے پوپ پال مرزا محمود کی ہدایت پر قادیانی جماعت کے شعبہ کار خاص کے سیکرٹری مرزا شریف احمد نے غنڈے اور بھڑوے تقریباً پچیس سو قادیانی کارکنوں کو فوری طور پر قادیان پہنچ جانے کے لیے اپنی تنظیم کی تمام شاخوں کے نام خطوط ارسال کردیے تاکہ قادیان شہر کی حفاظت کی جاسکے اور احرار کارکنوں کو ڈرایا دھمکایا جاسکے (ہندوستان کی وزارت داخلہ کا خفیہ خط بہ حوالہ لیون ص ۱۸۳) پاپائے قادیان اور مرزا شریف احمد کو برطانوی سی آئی ڈی کے سپرنٹنڈنٹ مرزا معراج الدین نے ترغیب دی کہ وہ ان خطوط کو واپس لے لیں۔ لیکن دونوں نے انتہائی سادگی کے ساتھ معراج الدین کی اس ترغیب کو نظر انداز کردیا۔ گورداس پور سے لیکر پورے ہندوستان کے قادیانی کارکن قادیان شہر میں امڈے چلے آرہے تھے۔ تاکہ اپنے نبی (مرزا غلام قادیانی) کی قبر کو احراری حملے سے بچاسکیں۔ ان حالات کی بنا پر ۱۹۳۲ء کے کرمنل لا ایکٹ کے تحت پنجاب سرکار مرزا محمود کے نام نوٹس جاری کرنے پر مجبور ہوگئی۔ کہ احرار کانفرنس کے دنوں میں قادیان کے پوپ پال قادیان شہر میں اپنے رضا کاروں کا داخلہ ممنوع قرار دے دیں۔ قادیانی والنٹروں کے لیے قادیان شہر میں ان کے قیام اور طعام کے

بندوبست پر پابندی عائد کر دیں۔ منہ زور، اور اودھم مچانے والے قادیانیوں اور احراری کارکنوں کے مابین جان جوکھوں میں ڈالنے والے خطرات کے صراحتی پیمانے وضع نہ کئے جائیں۔ مذکورہ بالا سرکاری حکم نامے کا متن حسب ذیل ہے۔

چیف سیکرٹری حکومت پنجاب کا مرزا محمود کے نام حکم نامہ

چونکہ باوثوق بنیادوں پر، پنجاب سرکار نے یقین کر لیا ہے کہ مجلس احرار اسلام کے شعبۂ تبلیغ اسلام جو قادیان شہر کے قریب ایک کانفرنس ۲۱تا۲۴ اکتوبر ۱۹۳۴ء کو منعقد کر رہی ہے۔ اس کانفرنس کے موقع پر آپ اپنے قادیانی کارکنوں کو قادیان ضلع گورداس پور میں بلا رہے ہیں۔ آپ کا یہ فعل چونکہ عوامی امن اور عوامی تحفظ کے خلاف ہے۔ اس لئے کرمنل لا امنڈمنٹ ایکٹ ۱۹۳۲ء کے تحت حکومت پنجاب کی طرف سے آپ کو ہدایت کی جاتی ہے کہ:

(۱) مذکورہ بالا تاریخوں میں آپ کی طرف سے مدعو کردہ (قادیانی) دعوت ناموں کو کہ قادیانی کارکن اس کانفرنس میں شریک ہو سکیں منسوخ کر دیا جائے۔

(۲) ۱۹ اکتوبر ۳۴ء سے ۲۴ اکتوبر ۱۹۳۴ء تک کسی بھی قادیانی فرد یا قادیانی اجتماعیت کو قادیان شہر میں بلانے سے اجتناب کیا جائے۔

(۳) مذکورہ بالا تاریخوں میں آپ (میرزا محمود) کی طرف سے بلائے گئے خود کے لئے استقبالیہ انتظامات یا اس کے قیام وطعام کا بندوبست کرنے سے اجتناب برتیں۔

۱۷ اکتوبر ۱۹۳۴ء کو میرے اپنے قلم سے لکھا گیا۔ چیف سیکرٹری حکومت پنجاب۔

حکم نامہ کیا تھا۔ بم کا ایک ایسا گولا تھا جس سے خلیفہ قادیان کا احساس (برتری) بری طرح متاثر ہو کر رہ گیا تھا۔ یہ وہی خلیفہ قادیان تھے جنہوں نے انگریز کے ساتھ عشق و محبت کو اپنے قلب و جگر کے رگ وریشے میں اتار رکھا تھا، اپنے مریدوں کے سامنے انگریزوں کے ساتھ یاری اور وفاداری کی تبلیغ کرتا تھا۔ اب وہی پاپائے قادیان اپنی نجی محفلوں میں گورنر پنجاب سرایمرسن کو برا بھلا کہتے۔ اور برطانوی حکومت کا بدخواہ ہونے کی اس پر تہمت دھرتے۔

مرزا جی کی جو بعد اڑ رہی تھی اس ذلت اور رسوائی سے وہ اس قدر گھبرا اٹھے تھے کہ خلاف معمول ان دنوں میں جمعہ کا خطبہ دینے سے بھی معذوری کا اظہار کر دیا۔ حکومت برطانیہ کے اس حکم نامے نے پاپائے قادیان کے تقدس کو ایک ایسے کھمبے پر لٹکا دیا تھا کہ جس کھمبے پر قرون وسطیٰ کے عیسائی کفار مسیحیت کو باندھ کر زندہ ہی جلا دیا کرتے تھے۔ برطانوی حکومت کا یہ سلوک اس کے لئے ایک ناقابل یقین سلوک تھا۔ انگریز بہادر کے دینی بھائی۔ قادیانی دھرم کے مربی اور استاد کے ساتھ کیا یہ سلوک روا رکھا جائے گا؟ (جاری ہے)